ڈاکٹر اسرار احمد

وَلَوْ اَنَّنَا

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ　　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ (الانعام: ۱۱۱)

قرآن مجید کا آٹھواں پارہ "وَلَوْ اَنَّنَا" کے الفاظ سے شروع ہوتا اور اسی نام سے موسوم ہے۔ یہ پارہ دو برابر حصوں میں منقسم ہے۔ اس کے نصفِ اول میں سورۃ الانعام کی بقیہ پچپن ۵۵ آیات وارد ہوئی ہیں، اور نصفِ ثانی میں سورۃ الاعراف کی ستاسی ۸۷ آیات ہیں۔ سورۃ الانعام کا جو حصہ اس پارہ میں وارد ہوا ہے اس میں ابتداءً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ دل گیر نہ ہوں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تو اپنی شرافتِ طبع اور مروّت کی بناء پر یہ احساس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے ایمان نہ لانے کا سبب کہیں میرے ابلاغ اور تبلیغ اور دعوت و نصیحت میں کسی اعتبار سے کوئی تقصیر تو نہیں ہے، اور دوسرے جیسا کہ اس سورہ مبارکہ کے آغاز میں بھی آیا، کفّار کی طرف سے جب مطالبہ کیا گیا کہ ہمیں معجزات دکھائے جائیں تو ہم ایمان لے آئیں گے، تو اس پر بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بربنائے طبع بشری پیدا ہوا کہ کیوں نہ انہیں ان کی پسند کے معجزات دکھا ہی دیئے جائیں اور ان کے مطالبات پورے کر دیئے جائیں، کیا عجب کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور اگر ایمان نہ لائیں تب بھی کم از کم ان پر حجت تو قائم ہو جائے۔ اس پارے کے آغاز میں فرمایا کہ اس خیال میں کوئی حقیقت نہیں۔ انہیں اگر تمام معجزے بھی دکھا دیئے جائیں، وہ تمام چیزیں جن کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں پوری کر دی

© rasailojaraid.com

جائیں تب بھی یہ ماننے والے نہیں۔

اس کے بعد مشرکینِ عرب اور قریشِ مکہ کی ان بدعات کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا جو انہوں نے دینِ ابراہیمی میں اپنے جی سے گھڑ کر شامل کر لی تھیں، چنانچہ کھانے پینے کی چیزوں میں ایک لمبا چوڑا ضابطہ انہوں نے اپنی طرف سے گھڑ کر دینِ ابراہیمی کے نام سے نافذ کر دیا تھا۔ اس کی شدّت کے ساتھ مذمّت کی گئی ہے۔ اور آخر میں بڑی جامعیت کے ساتھ یہ بتایا گیا کہ: تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ۔ (الانعام: ۱۵۱) آؤ میں تمہیں بتاؤں تمہارے رب نے کن چیزوں کو حرام کیا ہے، دینِ ابراہیمی کے اصل اصول کون سے ہیں، شریعتِ آسمانی کے اصل اور بنیادی احکام کون سے ہیں، یعنی یہ کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، چوری سے بچو، یتیموں کا مال ہڑپ کرنے سے باز آؤ، اسی طریقے سے فواحش سے بچو، اور بھی جو بنیادی اخلاقی تعلیمات ہیں ان سب کو بڑی جامعیت کے ساتھ اس مقام پر ان سب لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے کہ یہ ہے اصل دین: وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ (الانعام: ۱۵۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا گیا کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، یہی اصل ملّتِ ابراہیمی ہے اور یہی وہ امور ہیں کہ جن کی طرف میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں۔

آخر میں روحِ دین کے اعتبار سے بڑی جامع بات ہے کہ حضورؐ کو حکم ہوا کہ آپؐ یہ فرمائیے: اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ (الانعام: ۱۶۳، ۱۶۴) میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت یہ سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ انسان کی پسند اور ناپسند کا معیار واحد اللہ کی پسند ہے۔ یہ ہے اصل دین اور یہ ہے دین کی اصل حقیقت اور اس کی اصل روح۔

اس کے بعد سورۃ الاعراف کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ قرآن مجید میں شاہ ولی اللہ دہلوی کی استعمال کردہ اصطلاح "التذکیر بایام اللہ" کی بڑی حسین و جمیل ایک مثال ہے، یعنی نسلِ انسانی کی تاریخ کے اہم واقعات سے استشہاد جس میں انبیاء و رسل کے حالات و واقعات تفصیل کے ساتھ وارد ہوتے ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ تاریخِ انسانی کے اہم واقعات پر مشتمل ہے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

پہلا رکوع بہت جامع ہے اور اس میں وہ آیت بھی وارد ہوئی ہے: فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (الاعراف: ۶) ہم باز پرس کریں گے اور محاسبہ کریں گے ان کا بھی جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ہم پوچھیں گے ان سے بھی جنہیں ہم نے رسول بنا کر بھیجا۔"

اس کے بعد کے دو رکوع میں قصۂ آدم و ابلیس بیان ہوا ہے اور اس کے بعض دوسرے پہلو جو سورۃ البقرہ کے چوتھے رکوع میں بیان ہوئے جہاں یہ قصہ قرآن مجید میں ابتداءً آیا، مگر اس کے بعض پہلو تشنہ رہ گئے تھے، ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نسلِ انسانی کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارا ازلی اور ابدی دشمن شیطانِ لعین وہی ہے کہ جس نے تمہارے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام اور تمہاری اماں حوا علیہا السلام کو جنت سے نکلوایا تھا اور اب بھی وہ درپے ہے کہ تمہیں دوبارہ جنت میں داخل نہ ہونے دے۔ اپنے اس دشمن کو پہچانو!

ابتدائے آفرینش یا یوں کہیے کہ نسلِ انسانی کے آغاز کے ان واقعات کے بعد نسلِ انسانی کے اُخروی انجام کا ذکر ہوا۔ چنانچہ تفصیل کے ساتھ بتایا گیا کہ نسلِ انسانی کس انجام سے دوچار ہونے والی ہے۔ ان میں کچھ خوش قسمت لوگ وہ بھی پیدا ہوں گے کہ جو اللہ کی رحمت کے دامن میں جگہ پائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے: فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۵ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۵ ان کا مقسوم بنے گا اور کچھ بدقسمت لوگ وہ ہوں گے جو جہنم میں داخل کیے جائیں گے اور عذاب شدید میں مبتلا کیے جائیں گے۔ ساتھ ہی ذکر ہوا اصحاب اعراف کا۔ یہ گویا نسلِ انسانی کی تاریخ کے بالکل آخری دَور کے واقعات ہیں۔

اس کے بعد شروع ہوتا ہے انبیاء و رسل کی تاریخ کا سلسلہ۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام جو قوم عاد کی طرف بھیجے گئے، حضرت صالح علیہ السلام جو قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا کہ یہ سب نوعِ انسانی کو حق کی طرف دعوت دیتے ہوئے آئے، توحید کی طرف بلانے کے لیے آئے، بداعمالیوں سے، فواحش و منکرات سے روکنے کے لیے آئے۔ لیکن انسان اپنی بدبختی میں، اپنی سرکشی میں، اپنے تکبر میں کفر و انکار اور انحراف پر اڑا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان تمام قوموں پر

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com